20فروری1963

ازعدالت عظمیٰ

جنگ سنگھ

بنام

برجلال اور دیگران

(بی پی سنہا، سی جے، ایم ہدایت اللہ اور جے سی شاہ جسٹسز۔)

حق شفع – عدالت کے حکم کے تحت عدالت میں ایک روپیہ کم جمع کرنا – مدعی کو تکلیف نہ پہنچانا – عدالت کے ایکٹ سے کسی کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔

اپیل کنندہ نے پہلے مدعا علیہ کے خلاف کچھ زمینوں کی فروخت کے لیے حق شفع کے لیے مقدمہ دائر کیا۔ اپیل کنندہ کے حق میں ایک سمجھوتہ فرمان منظور کیا گیا اور اسے 5951 روپے جمع کرنے کی ہدایت کی گئی، جو پہلے سے جمع 1000 روپے سے کم ہے۔ اگر وقت پر ڈپازٹ نہیں کیا گیا تو مقدمہ اخراجات کے ساتھ خارج ہونا تھا۔ اپیل کنندہ نے فاضل جج کو رقم کی بقایا رقم جمع کرنے کے لیے درخواست دی۔ عدالت کے کلرک نے نقل میں چالان تیار کیا اور اسے اپیل گزار کے حوالے کر دیا۔ چالان میں 4951 روپے کے بجائے 4950 روپے کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہ رقم اپیل کنندہ نے جمع کرائی تھی۔ بعد میں، اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ ڈپازٹ ایک روپیہ سے کم تھا۔ فاضل جج نے اعتراض کو قبول کر لیا اور اپیل کنندہ کے حق میں منظور کیے گئے قبل از وقت استثنیٰ کے فرمان کو کالعدم قرار دے دیا۔ فاضل جج کے حکم کو ضلعی جج نے کالعدم قرار دے دیا۔ یہ فیصلہ دیا گیا کہ عدالت اور اس کے کلرک نے اپیل کنندہ کو ایک رقم جمع کرنے کا حکم دے کر غلطی کی جو روپے سے کم تھی۔ اور اس لیے اپیل کنندہ کو اتنا ہی معاف کر دیا گیا جتنا عدالت نے ذمہ داری بانٹی تھی۔ ضلعی جج کے فیصلے کو ہائی کورٹ نے کالعدم قرار دے دیا اور اپیل کنندہ خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں آیا۔

منعقد کیا، کہ ضلعی جج کا فیصلہ درست تھا اور اپیل کنندہ کو ایک روپیہ جمع کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ فاضل جج کی عدالت میں۔ اپیل کنندہ ایک ناخواندہ شخص تھا اور عدالت اور اس کے افسران نے اس کی غلطی میں بڑی حد تک حصہ ڈالا تھا۔ یہ سچ ہے کہ مدعی کو چوکس رہنا چاہیے اور خیال رکھنا چاہیے، لیکن جہاں کوئی مدعی عدالت میں جاتا ہے اور اس کی مدد مانگتا ہے، تاکہ وہ کسی فرمان کے تحت اس ذمہ داری کو سختی سے پورا کر سکے، یہ عدالت پر واجب ہے، اگر وہ مدعی کو اس بات کو یقینی بنانے کے لیے اس کے اپنے آلات پر نہیں چھوڑتا ہے کہ صحیح معلومات فراہم کی گئی ہے۔ اگر عدالت معلومات فراہم کرنے میں غلطی کرتی ہے، تو مدعی

کی ذمہ داری، اگرچہ یہ مکمل طور پر ختم نہیں ہوتی ہے، کم از کم عدالت کے ذریعے مشترکہ ہوتی ہے۔ اگر مدعی اس معلومات کے عقیدے پر عمل کرتا ہے، تو عدالت اسے اس غلطی کا ذمہ دار نہیں ٹھہرا سکتی جو اس نے خود کی ہے۔ عدالت کے کسی بھی عمل سے مدعی کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے اور یہ دیکھنا عدالتوں کا فرض ہے کہ اگر کسی شخص کو عدالت کی غلطی سے نقصان پہنچتا ہے تو اسے اس عہدے پر بحال کیا جانا چاہیے جس پر وہ قابض ہوتا لیکن اس غلطی کے لیے۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1962: کی سول اپیل نمبر 687۔

چندی گڑھ میں پنجاب ہائی کورٹ کے یکم دسمبر 1961 کے فیصلے اور فرمان سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، 1960 کی عملدرآمد دوسری اپیل نمبر 586 میں۔

اپیل کنندہ کے لیے کے ایل مہتا۔

کے ایل گوسین، کے کے جین اور پی سی کھنہ، جواب دہندگان کے لیے نمبر 2 سے 6۔

.1963 20 فروری۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ہدایت اللہ۔ جے — اس عدالت کی خصوصی اجازت کے ساتھ یہ اپیل اپیل گزار جنگ سنگھ کے حق میں منظور کیے گئے قبل از وقت استثنی کے حکم نامے پر عمل درآمد سے پیدا ہوتی ہے۔ اپیل کے تحت حکم کے ذریعے ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا ہے کہ جنگ سنگھ نے حکم نامے کی ہدایت کے مطابق پوری رقم اسے دیے گئے وقت کے اندر جمع نہیں کی تھی اور اس لیے اس کے حق شفع کے مقدمے کو خارج کرنے کا حکم دیا جانا چاہیے اور اس سے پیدا ہونے والی دیگر کارروائی بھی کیونکہ ایسا کوئی حکم نامہ نہیں تھا جس میں وہ عملدرآمد کا مطالبہ کر سکے۔

کیس کے حقائق سادہ ہیں۔ جنگ سنگھ نے سب جج فرسٹ کلاس، سرسا کی عدالت میں پہلے مدعا علیہ برج لال (فروش) اور دوسرے مدعا علیہ بھولا سنگھ (فروش) کے خلاف کچھ زمینوں کی فروخت کو پہلے سے روکنے کے لیے مقدمہ دائر کیا۔ 25 اکتوبر 1957 کو جنگ سنگھ کے حق میں ایک سمجھوتہ فرمان منظور کیا گیا اور انہیں یکم مئی 1958 تک 5951 روپے کم 1000 روپے جمع کرنے کی ہدایت کی گئی۔ حکم نامے میں یہ بھی حکم دیا گیا کہ وقت پر ڈپازٹ نہ کرنے پر اس کا مقدمہ اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا جائے گا۔ 6 جنوری 1958 کو جنگ سنگھ نے حکم نامے کی رقم کا بقایا جمع کرانے کے لیے سب جج، سرسا کو درخواست دی۔ عدالت کے کلرک، جو عمل درآمد کرنے والی عدالت بھی تھی، نے نقل میں چالان تیار کیا اور اسے درخواست کے ساتھ جنگ سنگھ کے حوالے کر دیا تاکہ رقم بینک میں جمع کی جا سکے۔ چالان میں (اور درخواست پر منظور کردہ حکم

میں، لہذا یہ الزام لگایا گیا ہے) 4951 روپے کے بجائے 4950 روپے کا ذکر کیا گیا تھا۔ جنگ سنگھ نے چالان اور درخواست لی اور اسی دن غلط بیلنس جمع کرایا اور بینک سے اعتراف کے طور پر چالان کی ایک کاپی حاصل کی۔

مئی 1958 میں انہوں نے درخواست دی اور زمین پر قبضہ کرنے کا حکم موصول ہوا۔ نائب نذیر نے اطلاع دی کہ پوری رقم عدالت میں جمع کرائی گئی ہے۔ اس کے بعد بھولا سنگھ نے 25 مئی 1958 کو عدالت میں ڈپازٹ میں پڑی رقم کی ادائیگی کے لیے درخواست دی اور اس درخواست پر نائب نذیر نے اطلاع دی کہ جنگ سنگھ نے صحیح رقم جمع نہیں کی تھی اور ڈپازٹ میں ایک روپے کی کمی تھی۔ بھولا سنگھ نے جنگ سنگھ کے مقدمے کو خارج کرنے اور جنگ سنگھ کے حق میں دیے گئے تمام احکامات کو واپس لینے کے لیے عدالت میں درخواست دائر کی۔ سب جج، سرسا نے بھولا سنگھ کی درخواست کو یہ مشاہدہ کرتے ہوئے قبول کر لیا کہ قبل از وقت مقدمات میں عدالت کو قیمت کی ادائیگی کے لیے حکم نامے کے ذریعے مقرر کردہ وقت میں توسیع کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اور قبل از وقت ادائیگی کرنے والے کو صحیح رقم جمع کرنے میں ناکامی کی وجہ سے حکم نامے کے تحت مقدمہ خارج کرنا پڑا ہے۔ انہوں نے جنگ سنگھ کے حق میں اپنے ذریعے منظور کیے گئے پہلے کے احکامات کو واپس لینے کا بھی حکم دیا اور ہدایت کی کہ کھیتوں کا قبضہ مخالف فریق کو بحال کیا جائے۔

جنگ سنگھ نے اس حکم کے خلاف اپیل کی۔ ضلعی جج نے ایگزیکیوشن کلرک، ریونیو اکاؤنٹنٹ، ٹریژری آفس اور جنگ سنگھ کے ثبوت ریکارڈ کیے۔ اس نے بھولا سنگھ کا بھی جائزہ لیا۔ فاضل ضلع جج نے فیصلہ دیا کہ کیس کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ جس دن کیس سے سمجھوتہ کیا گیا تھا اور حکم نامہ منظور کیا گیا تھا جس دن جنگ سنگھ موجود نہیں تھا اور اسے صحیح ڈیکریٹل رقم معلوم نہیں تھی۔ فاضل ضلع جج نے فرض کیا کہ یہ جنگ سنگھ کا فرض ہے کہ وہ وقت کی پابندی کرے اور جمع کرنے سے پہلے صحیح رقم کا پتہ لگائیں۔ تاہم، انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ چونکہ جنگ سنگھ نے عدالت کی طرف سے جمع کرانے کا حکم دینے کے ارادے سے ایک درخواست کے ساتھ عدالت سے رجوع کیا تھا، اور عدالت اور اس کے کلرک نے اسے ایک روپے سے کم رقم جمع کرنے کا حکم دے کر غلطی کی تھی، اس لیے جنگ سنگھ کو اتنا ہی معاف کر دیا گیا جتنا عدالت نے ذمہ داری بانٹی تھی۔ اس لیے معروف ضلعی جج نے فیصلہ دیا کہ یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جس میں جنگ سنگھ کو فارغ کیا جانا چاہیے اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ جنگ سنگھ کو عدالت کے ایکٹ کے ذریعے پوری رقم جمع کرنے سے روکا گیا تھا۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ "اس طرح جمع کرائی گئی رقم فرمان کی شرائط کی کافی تعمیل تھی"۔ مقدمے کو خارج کرنے والے سب جج سرسا کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔

بھولا سنگھ نے ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ اس اپیل کی سماعت ایک فاضل جج نے کی جس کی رائے تھی کہ جو حکم نامہ منظور کیا گیا تھا اس کی تعمیل نہیں کی گئی تھی اور قانون کے تحت قبل از وقت مقدمات میں ڈگری سے تعلیق رقم کی ادائیگی کے لیے حکم نامے کے تحت طے شدہ وقت میں عدالت کی طرف سے توسیع نہیں کی جاسکتی تھی۔ انہوں نے یہ بھی مؤقف اختیار کیا کہ یہ نتیجہ کہ شارٹ ڈپازٹ عدالت کے ایک ایکٹ کی وجہ سے تھا، شواہد کے ذریعے غیر مصدقہ تھا۔ اس کے مطابق انہوں نے فاضل ضلعی جج کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا اور سب جج، سرسا کے فیصلے کو بحال کر دیا۔

کیس کے حقائق تقریبا خود ان کے لیے بولتے ہیں۔اس درخواست کی تلاشی لی گئی جس پر عدالت کا 4950 روپے جمع کرنے کا حکم منظور کیا گیا۔اس درخواست کا پتہ نہیں چل سکا حالانکہ ضلعی جج نے کیس کو ایک سے زیادہ بار ملتوی کر دیا۔تاہم، یہ بالکل واضح ہے کہ چالان عدالت کی ہدایت پر تیار کیا گیا تھا اور عدالت کی طرف سے تیار کردہ ڈپلیکیٹ چالان کے ساتھ ساتھ بینک کو پیش کیا گیا چالان بھی اس معاملے میں پیش کیا گیا ہے اور وہ کم رقم دکھاتے ہیں۔یہ چالان تسلیم شدہ طور پر ایگزیکیوشن کلرک نے تیار کیا ہے اور یہ بھی ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ جنگ سنگھ ایک ناخواندہ شخص ہے۔عملدرآمد دینے والے کلرک نے اس طریقہ کار کو بیان کر دیا ہے جس پر عام طور پر عمل کیا جاتا ہے اور اس نے نشاندہی کی ہے کہ پہلے اہل مد کی طرف سے جمع کی گئی رقم کے بارے میں ایک رپورٹ ہے اور پھر چالان تیار کرنے سے پہلے عدالت کی طرف سے درخواست پر حکم دیا جاتا ہے۔اس لیے یہ بالکل واضح ہے کہ اگر کوئی غلطی ہوئی تو عدالت اور اس کے افسران نے اس میں بڑے پیمانے پر حصہ ڈالا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ مدعی کو چوکس رہنا چاہیے اور خیال رکھنا چاہیے لیکن جہاں کوئی مدعی عدالت میں جاتا ہے اور عدالت سے مدد مانگتا ہے تاکہ وہ کسی فرمان کے تحت اپنی ذمہ داریوں کو سختی سے پورا کر سکے، یہ عدالت پر واجب ہے، اگر وہ مدعی کو اس کے اپنے آلات پر نہیں چھوڑتا ہے، تو اس بات کو یقینی بنانا کہ صحیح معلومات فراہم کی گئی ہے۔اگر عدالت معلومات فراہم کرنے میں غلطی کرتی ہے تو مدعی کی ذمہ داری، اگرچہ یہ مکمل طور پر ختم نہیں ہوتی ہے، کم از کم عدالت کے ذریعے شیئر کی جاتی ہے۔اگر مدعی اس معلومات کے عقیدے پر عمل کرتا ہے تو عدالتیں اسے اس غلطی کا ذمہ دار نہیں ٹھہرا سکتی جو اس نے خود کی تھی۔عدالت کی رہنمائی کے لیے اس سے بڑا کوئی اصول نہیں ہے کہ عدالتوں کے کسی بھی عمل سے مدعی کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے اور یہ عدالتوں کا پابند فرض ہے کہ وہ یہ دیکھیں کہ اگر کسی شخص کو عدالت کی غلطی سے نقصان پہنچتا ہے تو اسے اس عہدے پر بحال کیا جائے جس پر وہ قابض ہوتا لیکن اس غلطی کے لیے۔اس کا خلاصہ متن میں مناسب طریقے سے کیا گیا ہے :

"ایکٹس کیوری نیمینم گریوابٹ"۔

موجودہ معاملے میں عدالت جنگ سنگھ کو حکم دے سکتی تھی کہ وہ حکم نامے کی تصدیق شدہ کاپی حاصل کرنے کے بعد جمع کروائیں اس طرح اسے صحیح رقم کا پتہ لگانے اور صحیح جمع کرنے کے لیے اس پر چھوڑ دیں۔عدالت نے ایسا نہیں کیا۔دوسری طرف عدالت نے ایک حکم دیا اور اپنے کلرک کے ذریعے ایک چالان تیار کیا جس میں وہ رقم دکھائی گئی جو جمع کرنے کی ضرورت تھی۔جنگ سنگھ نے حکم میں دی گئی ہدایت پر عمل کیا اور چالان میں بھی، خط پر مضمر تھا۔اس طرح عدالت کی طرف سے ایک غلطی کی گئی جسے عدالت کو کالعدم کرنا چاہیے اور جس کا الزام جنگ سنگھ پر منتقل کر کے اسے کالعدم نہیں کیا جا سکتا۔جنگ سنگھ کی جزوی لاپرواہی کی وجہ سے اس کا مقدمہ خارج کرنا عدالت کو غلطی کی ذمہ داری سے بری نہیں کرتا ہے۔جنگ سنگھ سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ عدالت اور اس کے افسران پر انحصار کرے اور ان کی ہدایات کے مطابق کام کرے۔یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس نے ایسا فوری اور مکمل طور پر کیا۔اس طرح، عدالت کی کارروائی سے اس کے ذہن میں یہ غلط یقین پیدا ہوتا ہے کہ اسے جو کچھ ادا کرنا تھا وہ چالان میں صحیح طور پر بیان کیا گیا تھا اور اس غلطی کے لیے عدالت کو پوری ذمہ داری لینی چاہیے اور یہ وہ غلطی ہے جسے

عدالت کو جنگ سنگھ کے مقدمے کو خارج کرنے کا حکم دینے سے پہلے درست کرنا چاہیے۔ ہائی کورٹ کے فاضل جج نے اس کیس کو اس طرح سمجھا جیسے یہ وقت کی توسیع کا معاملہ ہو۔ انہوں نے ضلعی جج کی طرف سے دیے گئے اس نتیجے کو پلٹ دیا کہ جنگ سنگھ کی طرف سے کی گئی درخواست میں کسی رقم کا ذکر نہیں کیا گیا تھا اور دفتر نے بتایا کہ صرف 4950 روپے واجب الادا ہیں۔ فاضل جج وہاں اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کر گیا۔ یہ بالکل واضح ہے کہ ایک بار جب ضلعی جج کا فیصلہ قبول ہو جاتا ہے—اور یہ جنگ سنگھ اور پھانسی کلرک کی طرف سے دی گئی گواہی پر آگے بڑھتا ہے—تو واحد نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ جنگ سنگھ نے عدالت کے حکم پر بھروسہ کیا اور غلطی، اگر کوئی ہو تو، کافی حد تک عدالت کی تشکیل تھی۔ ان حالات میں، اس قابل قبول اصول پر عمل کرتے ہوئے کہ عدالت کے عمل سے کسی کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے، ضلعی جج نے سب جج، سرسا کے فیصلے کو پلٹنا درست تھا۔ تاہم، ضلعی جج نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ حکم نامے کی" کافی حد تک تعمیل" کی گئی تھی۔ اس فرمان کی مکمل تعمیل صرف ری 1 جمع کر کے کی جا سکتی تھی۔ جس کا حکم ضلعی جج کو دینا چاہیے تھا۔

ہماری رائے میں ہائی کورٹ کے واحد جج کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔ عدالت کی طرف سے کی گئی غلطی کو درست کیا جانا چاہیے۔ کیس کو اس مرحلے پر واپس جانا چاہیے جب عدالت نے غلطی کی تھی اور اپیل کنندہ کو بھولا سنگھ کو ادائیگی کے لیے اضافی روپیہ جمع کرنے کا حکم دیا جانا چاہیے۔ اگر وہ ہماری طرف سے مقرر کردہ وقت کے اندر ڈپازٹ کرنے میں ناکام رہتا ہے تو اس کا مقدمہ خارج کیا جا سکتا ہے لیکن اس سے پہلے نہیں۔ تاہم ہم اس بات کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں کہ ہم اس سوال کا فیصلہ نہیں کر رہے ہیں کہ آیا عدالت قبل از وقت حکم نامہ منظور کرنے کے بعد ڈیکریٹل رقم جمع کرنے کے لیے اصل میں مقرر کردہ وقت میں توسیع کر سکتی ہے۔ یہ سوال یہاں پیدا نہیں ہوتا۔ عدالت کی غلطی کے پیش نظر جسے درست کرنے کی ضرورت ہے، فریقین کو 6 جنوری 1958 کو اس عہدے پر منتقل کر دیا جاتا ہے جس پر وہ قابض تھے، جب عدالت نے غلطی کی تھی جس غلطی کو یو ایس نانک پروٹینک کے ذریعے درست کیا جا رہا ہے۔

اس لیے اپیل کی اجازت ہے۔ اپیل کنندہ کو ری 1 جمع کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ سب جج، سرسا کی عدالت میں ریکارڈ کی وصولی کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر۔ اس معاملے کے خصوصی حالات کے پیش نظر پورے اخراجات کے بارے میں کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this document